AL-'ULŪM *(January-June 2021), 2:1*
(1-19)

پیغمبر اسلام ﷺ کی شادیوں کے متعلق اعتراضات کا تحلیلی جائزہ

Objections Regarding Multi-Marriages of the Prophet of Islam (PBUH): An Analytical Study

*** Abrar Hussain (PhD)**
Teacher Govt. High School Saroba Tehsil Pind Dadan Khan, Distt. Jhelum

Keywords:
Sīrat, Multi-Marriages, Mustashriqīn

Abstract: *Allah almighty have sent His chain prophecy to the humanity for the guidance and salvation in hereafter with miracles at the need to show wright direction for the humanity. The miracles of prophet (PBUH) like bifurcation of moon, revival of sun, and purgation of prophet's (S.A.W) heart through angelic surgery remained devoid of any sort of suspicion. Later on, the people began to analyze these miracles in the light of reasoning and philosophy. Despite having no belief and knowledge regarding revelation, and Nabuwwat/Risālat, Greek philosophers remained at forefront in these debates. That is why, their criticism in this regard is weaker than cobweb. The traits, qualities, faculties, skills of Nabuwat/Risālat of prophets, and the miracle faculty are not separable from prophethood. Allah has bestowed his beloved prophet (P.B.U.H) with two types of miracles: His personality and miracles of various acts and deeds. Later one is diversified in many like bifurcation of moon, rising of set moon, Ascension to Meraj, many wives and so on. However, this paper is an attempt to evaluate the objections on the Holy Prophet (PBUH) for having many wives in the light of Quran.*

Abrar Hussain. (2021). Objections Regarding Multi-Marriages of the Prophet of Islam (PBUH): An Analytical Study. Al-'Ulūm 2(1), 1-19.

[1.] Corresponding author Email: ibrarhussainpst@gmail.com

C

Content from this work is copyrighted by *Al-'Ulūm*, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

دین اسلام نے خاندان نبوت کے بارے میں جو تعلیمات دی ہیں اُن میں ادب و احترام کے ساتھ ساتھ نبی مکرم ﷺ کی ذات کے ساتھ منسلک کچھ امتیازات بھی ہیں۔ وہ امتیازات و خصوصیات بعض اوقات اذہان و عقول کے انسانی زاویوں کے مطابق سمجھ سے بالا تر ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے عام لوگوں کے اعتراضات بڑھ جاتے ہیں۔ خاص طور پر غیر مسلموں کو چوں کہ اسلام کی تعلیمات، عقائد اور حکمتوں سے کوئی فائدہ مند دلچسپی نہیں ہوتی تو وہ عام لوگوں کے قلوب و اذہان میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے کسی بھی جہت پر اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ اُن کا مقصد صرف لوگوں کے اندر اسلام کے متعلق فکری انتشار پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جب کہ اسلام بہ حیثیت مذہب اپنے ماننے والوں کو انبیا علیہم السلام کی ذاتوں اور ان کے خاندان والوں کے متعلق تکریم و تعظیم کے خصوصی مراتب کے ساتھ ساتھ انھیں عام انسانی امور سے بہتر معاملات چلانے کی طاقت عطا کی ہوتی ہے۔ انبیا علیہم السلام کی ذاتوں کے ساتھ منسلک اس الوہی فلسفے کو معجزے کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

جب لوگ ان عظیم الشان معجزات کو اپنی عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھنے اور ظن و فلسفہ کے ترازو میں تولنے لگے تو پیغمبر اسلام ﷺ کے معجزات کے متعلق بھی طرح طرح کی بحثیں اور تکرار شروع ہو گئے۔ اس میں دیگر ادیان سے تعلق رکھنے والے متکلمین اور مستشرقین پیش پیش تھے۔ جنہوں نے نہ صرف غیر مسلموں کے اندر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کے متعلق اعتراضات اٹھائے بلکہ مسلمانوں کو بھی دین اسلام سے برگشتہ اور گمراہ کرنے کے لیے کئی اعتراضات و سوالات اٹھائے۔ اس سلسلے میں مسلمانوں نے عقلی اور نقلی انداز سے اُن اعتراضات کا جائزہ لیا ہے اور اُن میں بطور خاص پیغمبر اسلام ﷺ کی شادیوں کے اعتراضات کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے۔ پھر عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بھرپور انداز میں اُن اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے ہیں۔

مسلمان مصنفین نے پیغمبر اسلام ﷺ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات مختلف کتب میں دیئے ہیں مثلاً "کتب تفاسیر میں **مفاتیح الغیب** از فخر الدین رازی، **تفسیر ثنائی** از ثناء اللہ امرتسری، **ضیاء القرآن** از پیر محمد کرم شاہ الازہری، اور **تبیان القرآن** از غلام رسول سعیدی، علاوہ ازیں جن کتب میں معترضین کی نکتہ چینیوں کو بیان کیا گیا ہے ان میں **سیرت النبی ﷺ** از مولانا شبلی نعمانی، **ضیاء النبی ﷺ** از پیر محمد کرم شاہ الازہری، **النبی محمد ﷺ** از الخطیب عبد الکریم، **قرآنی اعتراضات اور جوابات** از ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، **حق پرکاش** اور **تقابل ثلاثہ** از ثناء اللہ امرتسری ہیں۔ اس کے علاوہ امرتسری نے ایک آریہ کی

گمنام کتاب کے جواب میں ایک کتاب "**مقدس رسول**" لکھی ہے اور اس میں پیغمبر اسلام ﷺ پر بے جا اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

مذکورہ مصنفین نے اپنے علمی دلائل سے اس چیز کو ثابت کیا ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام ایسی روحانی اور وجدانی صفات کے مالک ہوتے ہیں جن کی بنا پر وہ اپنی قوم میں نمایاں اور ارفع و اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس بھی عظمت شان اور جلالت و احترام کے لائق ہے، کسی غیر مسلم کو محض حسد، عناد اور تکبر کی وجہ سے یہ مناسب نہیں کہ وہ آپ ﷺ کی ذات یا خصوصیات کا انکار کر سکے۔ تاریخ کی گواہی کو سامنے رکھتے ہوئے معترضین کو بھی چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں تاریخ انسانی کے عظیم مصلح اور افضل البشر ہونے کی گواہی دیں۔ لیکن انہوں نے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر طرح طرح کے اعتراضات کیے ہیں۔ جیسے کہ کہتے تھے کہ اگر یہ واقعی ہی نبی ہوتے تو یہ بھی کسی پہاڑ سے اونٹنی نکال کر دکھاتے یا لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھاتے یا مردوں کو زندہ کرتے اور ان سے باتیں کرتے۔ اور کبھی کہتے کہ آپ ﷺ نے دیگر مردوں سے زیادہ شادیاں کیوں کیں اور آپ ﷺ کی کثرت ازواج پر بھی اعتراض کیا گیا ہے، حتیٰ کہ نبی کے شادی کرنے پر بھی اعتراض کیا ہے۔

> "کفار اور اہل کتاب کہتے یہ چیزیں (شادیاں، ازواج اور اولاد) کسی نبی کو زیب نہیں دیتیں۔ یہ تو ہم دنیا داروں کے کام ہیں جو نبی ہو اس کو ان سے کیا واسطہ"۔[1]

یعنی شادیاں کرنا، بہ حیثیت میاں بیوی زندگی گزارنا، اولاد جیسی نعمتوں اور رحمتوں سے، محبت اور پیار کی صورت میں دلی تسکین حاصل کرنا یہ نبیوں کا کام نہیں بلکہ یہ دنیادار اور جنس پرست لوگوں کا کام ہے اور ایسا کام نبی کو زیب نہیں دیتا۔

پیر محمد کرم شاہ مزید لکھتے ہیں:

> "تعدد زوجات کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ پر جنس پرستی کا الزام لگانے والے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے سامنے جو قانون پیش کیا تھا، آپ ﷺ نے خود اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر آپ ﷺ تعدد زوجات کے سلسلے میں عام امتیوں پر بھی کسی قسم کی پابندی عائد نہ کرتے اور جو دستور پہلے دنیا میں رائج تھا اسی کو قائم رکھتے تو کوئی شخص آپ ﷺ کو اس کام کی وجہ سے مورد الزام نہ ٹھہراتا"۔[2]

ذیل میں ان کے مذکور اعتراض کا تفصیلا جائزہ لینے کے لئے جس اسلوب کو اختیار کیا گیا وہ تجزیاتی ہے اور جہاں ضرورت محسوس کی گئی وہاں پیغمبر اسلام کی شادیوں پر ہونے والے اعتراضات کا اسلامی افکار و نظریات کی

۱۔ محمد کرم شاہ، **ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵)، ۲:۴۹۴۔

۲۔ محمد کرم شاہ، **ضیاء النبی** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۹)، ۷: ۴۷۰۔

روشنی میں تنقیدی مطالعہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں نقلی اور عقلی دلائل کو بروئے کار لا کر نئی مباحث کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے تاکہ غیر مسلموں کے اعتراضات پر جوابات دیتے ہوئے مکالمہ کی صورت پیش نظر رہے۔ اس سلسلہ میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ افادہ عام کے لیے یہ بحث قابل فہم اور سہل ہو۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی تعدد زوجات

ابتداء یہ جاننا ضروری ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد کتنی ہے مزید برآں از روئے نکاح ورخصتی کے ان کی اقسام کتنی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا مقام و مرتبہ بھی بیان کی جارہا ہے۔

(الف) پیغمبر اسلام ﷺ کی ازواج مطہرات اور اُن کا مقام و مرتبہ

نبی اکرم ﷺ کی ازواج کی تین اقسام ہیں:

۱۔ وہ ازواج جن سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا اور ان کی رخصتی بھی ہوئی۔

۲۔ وہ ازواج جن سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا پھر رخصتی ہوئی لیکن بعد میں آپ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی۔

۳۔ وہ ازواج جن سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا لیکن ان کی رخصتی نہیں ہوئی [۳]۔

ازواج مطہرات وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے اسباب زیب و زینت کے حصول کی خواہشوں پر اپنے رب کریم جل شانہ، اس کے محبوب مکرم ﷺ اور آخرت کو ترجیح دی۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت افزائی فرمائی اور ان کے مقام و مرتبہ کو واضح کرنے کے لئے درج ذیل آیات بینات نازل فرمائی:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا﴾۔ [۴]

(حلال نہیں آپ کے لئے دوسری عورتیں اس کے بعد اور نہ اس کی اجازت ہے کہ آپ تبدیل کر لیں ان ازواج سے دوسری بیویاں اگرچہ آپ کو پسند آئے اُن کا حسن بجز کنیزوں کے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے)۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کو آپ ﷺ کی ازواج کا یہ ایثار اتنا پسند آیا کہ اپنے محبوب مکرم ﷺ کو فرمایا: کہ اب کسی اور کو شرف زوجیت نہ بخشا جائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے اس کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہ فرمایا۔

۳۔ بعض خواتین ایسی بھی تھیں جن کو آپ ﷺ نے پیغام نکاح تو بھیجا تھا لیکن ان کے ساتھ نکاح ورخصتی کے معاملات طے نہیں پائے۔

۴۔ القرآن، ۳۳:۵۲۔

ایک دوسری آیت میں فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾[۵]

(اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو، اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی، بے بشک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک گناہ عظیم ہے)۔

دنیا میں جس خاتون کو رسول مکرم ﷺ نے اپنی زوجیت کے لیے منتخب کیا وہ تمام زندگی اپنی ذات کو رسول مکرم ﷺ کے ساتھ ہی منسوب رکھے گی یہ الوہی حکم تھا جس کی حکمت یہ ہے کہ اس سے ان کا مقام و مرتبہ دنیا کی باقی خواتین سے زیادہ ہے۔ اِن خواتین کی عزت رسول مکرم ﷺ کی عزت ہے، اب یہ کسی دوسرے مرد کی طرف اپنی نسبت نہیں جوڑ سکتیں۔ کیوں کہ اس سے اِن کی عزت میں کمی واقع ہو گی۔ اُن کا یہ عمل اللہ کے ہاں گناہ شمار ہو گا۔

ازواج مطہرات کے امتیازات میں سے ایک خصوصی امتیاز کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ﴾[۶]

اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی کی مانند۔

اللہ جل شانہ نے اِن کے مقام کو خاص امتیاز سے نوازا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی ازواج دنیا میں دیگر خواتین کی طرح نہیں ہیں بلکہ رسول ﷺ کی زوجیت نے ان کے مقام مرتبہ کو بڑھا دیا ہے، اب یہ عام خواتین کی طرح نہیں ہیں۔ لہذا اپنے اس مقام کی حفاظت کرنا ازواج مطہرات کے لیے بھی ایک چیلنج تھا۔

ا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد

آپ ﷺ کی ازواج کی تعداد اور ترتیب میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ آپ ﷺ کی کل گیارہ ازواج اور دو باندیاں تھیں، جب کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت نو ازواج حیات تھیں[۷]۔ باقی وہ ازواج

۵۔ القرآن، ۳۳: ۵۳۔

۶۔ القرآن، ۳۳: ۳۲۔

۷۔ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ، **زاد المعاد في هدي خير العباد** (بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ)، ۱: ۶۶۔

جن سے آپ ﷺ نے نکاح کیا اور ان کی رخصتی بھی ہوئی یا جن سے صرف نکاح ہوا حافظ بدر الدین عینی نے ان کی تعداد اٹھائیس لکھی ہے[8]۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا۔ جب کہ گیارہ عورتوں سے رخصتی ہوئی اور جس وقت آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو نو ازواج مطہرات تھیں"[9]۔

نیز علامہ ابن قیم جوزیہ لکھتے ہیں:

"جن خواتین کو آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا اور ان سے نکاح نہیں کیا، اور جن خواتین نے اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لئے ہبہ کیا اور آپ ﷺ نے ان سے نکاح نہیں کیا، ان کی تعداد چار یا پانچ ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ ان کی تعداد تیس ہے"[10]۔

نیز ابن قیم لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے احوال جاننے والوں کے نزدیک یہ تعداد معروف نہیں بلکہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور ان کے نزدیک معروف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے الجونیہ کو نکاح کا پیغام بھیجا اور جب آپ ﷺ شب زفاف کے لئے اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا میں آپ ﷺ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کو پناہ دے دی"۔ ہاں اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا اس وقت آپ ﷺ کی نو ازواج حیات تھیں[12]۔

محمد بن یوسف الصالحی کے نزدیک پندرہ عورتوں سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا ان میں سے گیارہ وہ ہیں جو سیرت نگاروں کے نزدیک مشہور ہیں[13]۔ بقیہ یہ ہیں:

۸۔ حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی، **عمدۃ القاری** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ)، ۳: ۳۲۱-۳۲۰؛ لیکن یاد رہے کہ حافظ بدر الدین عینی نے خود ہی ابتداء میں اٹھائیس کا کہا ہے جب کہ بعد میں ستائیس کا ذکر کیا ہے (نفس مصدر)۔

۹۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، **فتح الباری** (لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱)، ۸: ۳۷۸:۱۔

۱۰۔ ابن قیم، **زاد المعاد في هدي خير العباد**، ۱: ۵۸-۶۶؛ آپ ﷺ کے بعد جن کی سب سے پہلے وفات ہوئی وہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، آپ ۲۰ھ میں فوت ہوئیں اور سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ۶۲ھ میں وفات ہوئی۔ (ابن قیم، **زاد المعاد**، ۱: ۶۶)۔

۱۱۔ محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ)، رقم: ۵۲۵۴۔

۱۲۔ ابن قیم، **زاد المعاد في هدي خير العباد**، ۱: ۶۶۔

۱۳۔ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، **سبل الهدى والرشاد** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ)، ۱۱: ۱۴۵۔

"حضرت فاطمہ بنت شریح، اسماء بنت النعمان، قتیلہ بنت الاشعث، شاء بنت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ ﷺ نے نکاح کیا"[۱۴]۔

آپ ﷺ کی ازواج میں سے گیارہ کی رخصتی ہوئی اور دو میں اختلاف ہے۔ان گیارہ ازواج میں سے چھ (حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قریشیہ تھیں، چار (حضرت زینب بنت جحش، حضرت میمونہ بنت الحارث، حضرت زینب بنت خزیمہ اور حضرت جویرہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن عربیہ غیر قریشیہ تھیں اور ایک حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنو اسرائیل میں سے تھیں[۱۵]۔

۲۔ کثرت ازواج: پیغمبر اسلام ﷺ کی خصوصیت اور امتیاز

پیغمبر اسلام ﷺ کا متعدد ازواج سے نکاح کرنے میں حکمت اور خصوصیت پنہاں ہے یہ نفسانی خواہش کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ نفسانی خواہش کا غلبہ زیادہ سے زیادہ بیس سے پچاس سال کی عمر تک ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں ایک بیوہ اور بچوں والی عورت سے پہلا نکاح کیا وہ جب تک زندہ رہیں آپ ﷺ نے پچاس سال کی عمر تک دوسرا نکاح نہیں کیا۔اگر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا تو آپ ﷺ جوانی کی عمر میں کسی حسین، کم عمر اور کنواری لڑکی سے نکاح کرتے۔جب کہ آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا اور مکہ کی زندگی میں ترپن سال کی عمر تک آپ ﷺ کے حرم میں صرف ایک زوجہ تھیں۔بعد ازاں بھی جو شادیاں کی گئیں ان میں بھی صرف ایک زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری تھیں۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح دیگر احکام شرعیہ میں آپ ﷺ کا امتیاز قائم رکھا ہے، نکاح میں بھی معاملہ ایسا ہی ہے۔

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی کثرت ازواج: کمال ضبط

اللہ تعالیٰ نے انکے اس اعتراض کے جواب میں کہ پیغمبر اسلام ﷺ میں نفسانی خواہشات کی بہتات ہے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾[۱۶]۔

(اور (اے رسول) بیشک ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) پیغمبروں کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں (بھی) بنائیں اور اولاد (بھی)۔

اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی رسول بھیجے تھے اور ان کی بھی بیویاں اور اولادیں تھیں۔جب ان گذشتہ رسولوں کے حق میں تعدادِ ازدواج اور اولاد ان کی رسالت کے منافی نہیں تھی

۱۴۔ نفس مصدر۔

۱۵۔ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن** (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۹)، ۲: ۵۵، ۵۵۹۔

۱۶۔ القرآن، ۱۳: ۳۸۔

تو پیغمبر اسلام ﷺ کے حق میں بھی کثرت ازواج، رسالت کے منافی کیوں کر ہو گی۔ ان کی سوچ و بچار پر تنقید کی جا رہی ہے، کہ تمہیں اس نبی مکرم ﷺ کا یہ فعل نظر آیا؟ حالانکہ اس سے قبل نبیوں نے بھی شادیاں کیں۔ غور و فکر کرو اپنے الفاظ و کلمات پر کہ کیا کہہ رہے ہو۔

رسول اکرم ﷺ کی تعدد ازواج کی بحث میں یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ آپ ﷺ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں اور سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو باندیاں تھیں حالاں کہ ان کو نبی تسلیم کیا گیا ہے۔[۱۷]

ابن عساکر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

قال: تزوج داود مئة امرأة، وتزوج سليمان سبع مئة امرأة وثلاث مئة سرية-[۱۸]

(حضرت داؤدؑ کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمانؑ کی سات سو بیویاں اور تین سو باندیاں تھیں)۔

محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"میرے محبوب مکرم ﷺ سے پہلے بھی نبی آئے جن کو تم بھی بنی تسلیم کرتے ہو، کیا ان کی بیویاں نہ تھیں؟ کیا ان کی اولاد نہ تھی؟ جب ان کو اس کے باوجود تم نبی مانتے ہو تو انہیں نبی تسلیم کرنے میں تمہیں کیوں کر انکار ہو سکتا ہے"۔[۱۹]

مشرکین مکہ کی پیروی کرنے والے مستشرقین کو دیدہ عبرت سے ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے یہ تعداد قابل اعتراض نہیں ہے تو سیدنا محمد ﷺ کا گیارہ عورتوں سے نکاح کرنا، آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے لئے کیسے قابل اعتراض ہو گا۔ اعتراضات کے پس پردہ کوئی اور اہداف تو نہیں، مناسب تو یہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر اعتراضات کا کیچڑ اچھالنے کی بجائے اپنے اہداف کا اعلان کرتے۔ ساتھ ہی یہ ذہن میں رہنا چاہئے کی انبیاء کرام علیہم السلام کو غیر معمولی قوت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں:

۱۷۔ **کتاب مقدس**، پرانا عہد نامہ، باب: سلاطین (لاہور: مطبوعہ بائبل سوسائٹی، س ن)، ۳۴۰، ۱۱: ۱۱۴؛ حافظ عمادالدین عمر، **البدایه والنهایه**، (بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۸ھ)، ۱: ۴۶۲-۴۶۳۔

۱۸۔ ابو القاسم علی بن الحسن ابن عساکر، **مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ)، حرف الدال المهملة، ۸: ۱۲۹۔

۱۹۔ الازہری، **ضیاء القرآن**، ۲: ۴۹۴۔

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الوَاحِدَةِ، مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ» قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيقُهُ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ «أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلاَثِينَ"۔[۲۰]

(پیغمبر اسلام ﷺ دن رات کی ایک ساعت میں تمام ازواج کو مشرف فرماتے تھے اور وہ گیارہ ازواج تھیں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا، کیا آپ ﷺ اس کی طاقت رکھتے تھے؟ حضرت انس نے کہا ہم یہ باتیں کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی)۔

ابن حجر عسقلانی نے اس کی وضاحت یوں کی کہ اسماعیلی کی روایت کے مطابق آپ ﷺ چالیس مرددوں کی طاقت رکھتے تھے۔ اور حلبیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ اور امام احمد، نسائی اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ ایک جنتی مرد کھانے، پینے، جماع کرنے اور شہوت میں ایک سو دنیاوی مردوں کی طاقت رکھتا ہے۔ اس حساب سے پیغمبر اسلام ﷺ چار ہزار مردوں کی طاقت رکھتے تھے۔[۲۱]

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"ایک دنیاوی مرد چار عورتوں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔ اس حساب سے آپ ﷺ سولہ ہزار عورتوں سے نکاح کی طاقت رکھتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے اپنے حرم میں صرف گیارہ ازواج مطہرات کو داخل کیا۔ سوان مستشرقین اور معترضین کو سوچنا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کا صرف گیارہ ازواج کو رکھنا آپ ﷺ میں شہوت کی بہتات تھی یا آپ ﷺ کا اپنے نفس پر کمال ضبط تھا"[۲۲]۔

یہ اعتراض کہ کثرت ازواج یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ ﷺ میں اشتہاز یادہ تھی۔ اس کے جواب میں عقلی طور پر بعض مسلم مصنفین نے سیرت کے بعض گوشوں کی طرف بطور خاص نشاندہی کی ہے۔ جس طرح صاحب تبیان القرآن لکھتے ہیں:

۲۰۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الغُسْلِ، بَابُ إِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ، وَمَنْ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ، ۱:۶۲، رقم: ۲۶۸۔

۲۱۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، **فتح الباری شرح صحیح البخاری** (لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیہ، س ن)، ۱:۳۷۸۔

۲۲۔ سعیدی، **تبیان القرآن**، ۶:۱۱۰۔

(جو رسول ﷺ اپنے شباب کی امنگوں کے اصل زمانہ میں زندگی تجرد میں گزارے، پھر اس عورت سے شادی کرے جن کی عمر ڈھل چکی تھی، اور دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ پچاس سال کی عمر تک جو عموماً نفسانی خواہشوں اور شہوانی جذبات کی ہنگامہ خیزیوں کا زمانہ ہوتا ہے، پورے سکون اور کامل اطمینان کے ساتھ اس پاکباز رفیقہ حیات کے ساتھ زندگی بھی بسر کرے، پھر اعتراض کیا جائے کہ اسی پر شہوت کا غلبہ تھا عدل و انصاف کے منافی ہے۔)[۲۳]

یہ عقلی توجیہ کہ رسول ﷺ کے نکاح میں پچاس سال کی عمر تک ایک رفیقہ حیات اور وفات کے وقت نو بیویاں اس کے کمال حکمت اور ضبط نفس پر دال ہے۔ پھر آپ ﷺ کی حیات پاک ۵۳ سال سے متجاوز ہو چکی ہے اموال غنیمت کی ریل پیل ہے اس کے باوجود وصال صوم رکھنا، گھر میں کئی کئی دن چولہا نہ جلنا ، اختیاری فقر و فاقہ سے پیٹ پر پتھر باندھنا، اور اپنی ازواج سے صاف کہہ دینا، جسے آخرت کی زندگی پسند ہو وہ ہمارے ساتھ رہے اور جسے دنیا کا عیش عزیز ہو وہ چلی جائے۔ ان تمام حالات کے باوجود تمام ازواج کے حقوق ایسے احسن طریقے سے ادا کئے جن کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایسی بے مثال سیرت و کردار کی مالک شخصیت کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ انہوں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے متعدد شادیاں کیں ہیں یہ عدل و انصاف کے منافی ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ متعدد شادیوں کی وجہ نفسانی خواہش نہیں، تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کی حکمتیں کیا تھیں کہ آپ ﷺ نے اتنی شادیاں کیں؟ علما نے اس کی متعدد حکمتیں اور مقاصد بیان کئے ہیں، جن کا ذیل کی سطور میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

(ب) پیغمبر اسلام ﷺ کی کثیر شادیوں کی حکمتیں

کثرت نکاح میں جو حکمتیں مضمر تھیں ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ ہر نکاح میں انفرادی حکمتیں

۲۔ عمومی حکمتیں

۱۔ ہر نکاح میں انفرادی حکمتیں

۱. حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کا جو نکاح ہوا وہ فطرت اور عام عادت کے مطابق تھا، اس پر تو اعتراض بھی نہیں ہے۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تمام اولاد امجاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے مقدر میں کر دی تھی۔

۲۳۔ نفس مصدر، ۶:۱۱۳۔

۲. حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح میں حکمت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے اعزہ اور قریش کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ ہجرت کر گئی تھیں اور جب واپس آئیں تو ان کے خاوند فوت ہو چکے تھے اب اگر اپنے عزیزوں میں واپس جاتی تو وہ اس پر ظلم و ستم کرتے اور ان کے دین کو آزمائش میں ڈال دیتے۔ مگر پیغمبر اسلام ﷺ نے ان سے نکاح کر کے انہیں اپنی حفظ و امان میں لے لیا۔ نیز اس میں یہ بھی نمونہ ہے کہ کسی بے سہارا عورت کو نکاح کر کے حفاظت میں لینا آپ ﷺ کی سنت اور پاکیزہ سیرت ہے۔

۳. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح میں حکمت یہ تھی کہ ان کے والد محترم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سسر کی فضیلت عطا فرمائی۔ نیز کنواری لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کا نمونہ پیش کرنا تھا۔ مزید بر آں یہ مقصود تھا کہ ایمانی بھائی حقیقی بھائی نہیں ہوتا اور اس کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے۔

۴. حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ زوجہ محترمہ ہیں جنہوں نے اپنے رفیق حیات کے ساتھ حبشہ اور وہاں سے مدینہ ہجرت کی۔ ان کے خاوند جنگ احد میں زخمی ہوئے اور کچھ عرصہ بعد فوت ہو گے، انہوں نے دعا کی اے رب قدوس! جل شانہ مجھے ابو سلمہ سے بہتر شوہر عطا فرما۔ یہ ان کی دعا کا اثر ظاہر ہوا کہ ان کا نکاح آپ ﷺ سے ہو گیا۔ نیز اس نکاح میں یہ بھی حکمت تھی کہ بال بچوں والی بیوہ عورت سے نکاح کرنا اور اس کے بچوں کی پرورش کرنا پیغمبر اسلام ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کا اسوہ قرار پائے۔

۵. حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا سبب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دل داری تھا۔ اور ان کو اپنے رشتہ کی فضیلت عطا کرنا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے۔

۶. حضرت زینب بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی پھوپھو کی بیٹی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا تھا۔ لیکن جب ان کو طلاق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے خود کر دیا جیسے ارشاد خداوندی ہے

﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا﴾ [۲۴]

(جب زید نے (ان کو طلاق دے کر) اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے (عدت کے بعد) آپ کا اس سے نکاح کر دیا تا کہ (اس کے بعد) مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ رہے جب وہ (طلاق دے کر) ان سے بے غرض ہو جائیں، اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔)

اس نکاح میں سب سے بڑی حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ کی سیرت میں یہ نمونہ ہو کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔

۷. حضرت جویرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے میں ایک تو یہ حکمت تھی کہ اس نکاح سے سو نفوس آزاد کر دیئے گئے اور دوسرا آپ ﷺ کی زندگی میں ایک باندی سے نکاح کرنے کا نمونہ ہے۔

۸. حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ نے سات ہجری میں نکاح کیا اور اس میں بنیادی حکمت یہ تھی کہ ان کا خاوند نصرانی ہو کر مرا اور ان کا باپ بھی سخت دشمن اسلام تھا لیکن اللہ کی یہ بندی دین اسلام پر قائم رہی، اب حکمت کا تقاضا یہ تھا اسلام کی خاطر قربانی دینے والی خاتون کو صلہ اور حوصلہ افزائی کے طور پر آپ ﷺ نکاح میں لے لیتے۔ ساتھ ہی اس نکاح سے بنو امیہ کے ساتھ رشتہ قائم ہو گیا اور اسلام کی تبلیغ اور نشر واشاعت کا ایک قوی زریعہ پیدا ہو گیا۔

۹. حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھی، ان کے والد بنو نضیر کے سردار تھے۔ ان کے خاوند جنگ خیبر میں مارے گئے تھے اب اگر اس نبی زادی کا نکاح کسی اور سے کیا جاتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم راضی نہ ہوتے۔ اس لئے ایسی شریف النسب خاتون جو دل شکستہ ہو چکی تھی ان کی تالیف قلب کے لئے آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور اس سے بنو اسرائیل کی تالیف قلب بھی ہوئی کہ ان کی معزز خاتون کو پیغمبر اسلام ﷺ نے شرف زوجیت بخشا۔

۲۴۔ القرآن، ۳۳:۳۷۔

۱۰. حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلے نام برہ تھا آپ ﷺ نے ان کا بدل کر میمونہ رکھا۔ ان سے نکاح کی حکمت یہ تھی کہ قبیلہ بنو ہاشم کی مختلف شاخوں کے ساتھ آپ ﷺ کی قرابت اور رشتہ داری قائم ہو جائے اور اسلام کی تبلیغ اور نشرواشاعت میں آسانی پیدا ہو جائے۔

۱۱. زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ام المساکین تھا کیونکہ آپ بہت زیادہ صدقہ اور خیرات کرتی تھیں تو نیکی کے اس صلہ میں آپ ﷺ نے انہیں شرف زوجیت بخشا۔[۲۵]

۲۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی کثیر شادیوں کی عمومی حکمتیں

پیغمبر اسلام ﷺ کے کثرت نکاح کے عمل سے سیرت مطہرہ میں جو مقاصد حاصل ہوئے اور انسانی زندگیوں اور رویوں میں جو انقلاب آیا اُس کے پیشِ نظر مفسرین اور دیگر مصنفین نے انکی حسب ذیل تقسیم کی ہے۔

الف۔ تعلیمی مقاصد

انسانی زندگی کے بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کا تعلق خصوصی طور پر عورتوں کے ساتھ ہے۔ اسلام ان نسوانی مسائل کے متعلق بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ کیونکہ عورتوں کے بعض ایسے مخصوص مسائل جن کو مرد عورتوں کے سامنے بیان کرنے میں حجاب محسوس کرتے ہیں یا مرد اُن کے متعلق مکمل اگاہی حاصل نہیں کر پاتے مثلاً: حیض، نفاس، جنابت اور عملاً ازدواج سے متعلق مسائل۔ پیغمبر اسلام ﷺ یہ مسائل اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ بیان کرتے اور وہ دوسری عورتوں کو بیان کرتیں۔ اور ان کو ان پر عمل کرنے کا طریقہ سمجھاتیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ عورتوں کے مسائل کے ساتھ بھی مبعوث ہوئے تھے، یہ مسائل صرف وہی عورتیں احسن طریقے سے سمجھا سکتی تھیں جو آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتیں۔ ہجرت کے بعد جب ان نفوس میں بہت زیادہ اضافہ ہوا تو ایک عورت کے لئے ان گوناگوں ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہ تھا۔ لہذا ازواج مطہرات نے تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو باحسن خوبی نبھایا۔ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ

۲۵۔ نبی مکرم ﷺ کے کثرت نکاح کی یہ حکمتیں سیرت کی مختلف کتب کے تتبع اور مطالعہ سے تحریر کی گئیں ہیں اور وہ ماخذ یہ ہیں: **الطبقات الکبریٰ**، ۸: ۹۲، ۶۶، ابو عمرو یوسف بن عبد اللہ، **الاستیعاب** (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، رقم: ۳۳۱۸، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، **الاصابہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، ۸: ۸۵، رقم: ۱۱۲۲۷، ۱۱۰۵۳ اور **سبل الھدیٰ والرشاد**، ۴: ۳۴۶۔۳۴۷۔

نے ایک باکرہ خاتون کو اپنی زوجیت میں لیا، اور اس ایک نے بھیامت کی خواتین کی تعلیمی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ ان حقائق کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی ازواج مطہرات صرف امہات المومنین ہی نہیں بلکہ ملت کی معلمات بھی ہیں۔

ب۔ تشریعی مقاصد

حضور اکرم ﷺ کے فریضہ نبوت ورسالت میں جس طرح اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر روئے زمین کو بتوں سے پاک کرنا تھا، اسی طرح ان رسومات کا قلع قمع کرنا بھی فرائض نبوت میں شامل تھا جو دین اسلام کے مخالف تھیں اور لوگوں کی رگوں میں سما چکی تھیں جیسا کہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

> "عربوں میں یہ دستور تھا کہ وہ اگر کسی شخص کو اپنا بیٹا بنا لیتے تھے تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ اور اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح حرام سمجھتے تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے یہ بتایا کہ کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقی نہیں ہو جاتا۔ اور اس کی مطلقہ بیوی سے وہ شخص نکاح کر سکتا ہے آپ ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ کی بیوی سے نکاح کیا تا کہ مسلمانوں کے لئے آپ ﷺ کی زندگی میں یہ نمونہ ہو"[۲۶]۔

اس نکاح پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا امہات المومنین پر فخر محسوس کرتی تھیں کہ تمہاری شادی اہل خانہ نے کی اور میری شادی رب کریم نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے میں بھی، ایک تشریعی مقصد کو پورا کرنا تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ مدینہ منورہ میں تھے اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ میں تھیں۔ نجاشی نے ۴۰۰ دینار کے بدلے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا۔ جیسا کہ مبسوط میں سرخسی لکھتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَزَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ الَّذِي وَلِيَ عَقْدَ النِّكَاحِ النَّجَاشِيُّ وَمَهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ[۲۷]۔

> (نبی کریم ﷺ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور نجاشی آپ کی طعف سے وکیل تھا آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار سو دینار تھا)۔

۲۶۔ سعیدی، **تبیان القرآن**، ۶:۱۱۴۔

۲۷۔ محمد بن احمد السرخسی، **المبسوط**، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ نِكَاحِ الْأَكْفَاءِ (بیروت: دار المعرفہ، ۱۳۹۸ھ)، ۵:۱۰۷۔

اس نکاح کو دلیل بناتے ہوئے عاقدین (جو دو مختلف علاقوں میں موجود ہوں) کسی تیسرے شخص کو وکیل بنا کر نکاح کی شرعی ضرورت کو پورا کر لیتے ہیں۔ اس سے نکاح کے انعقاد کا تشریعی مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے اس حکیمانہ طرزِ عمل سے ایک بہت بڑا سماجی مسئلہ حل کیا تھا۔ لیکن معترضین اس فعل کو آپ ﷺ کے اخلاق کو داغدار کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

ج۔ سماجی مقاصد

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے دوستوں اور اصحاب کے ساتھ اُن کی دل جوئی اور قرابت کی مضبوطی کے لیے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔ آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی صاحبزادیوں کو اپنے نکاح میں لے لیا جب کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے نکاح میں اپنی صاحبزادیاں دے کر ان کے ساتھ رشتہ مصاہرت قائم کیا، تا کہ معاشرتی طور پر اپنے اصحاب و خلفا کے ساتھ قرابت داری کے قائم ہونے سے ایسے مضبوط سماجی تعلقات قائم ہو جائیں جن سے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام جیسے عظیم مقاصد کو تقویت ملے۔

امام محمد بن سعد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

> "حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند حضرت خنیس بن حذافہ کے فوت ہو جانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے رشتہ کے لئے بہت پریشان تھے۔ بعض صحابہ کرام سے نکاح کا اظہار بھی کیا۔ بالآخر حضور اکرم ﷺ نے پیغام نکاح دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا[۲۸]۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کی دلجوئی، محبت اور اسلام کے لیے شاندار خدمات کے صلہ میں رشتہ مصاہرت قائم کر لیا تا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مضبوط رشتہ قائم ہو جائے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ جنھوں نے اپنے باپ اور عزیز و اقارب سے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ کو ترجیح دی تھی۔ ان کے نکاح میں اپنی پھوپھی کی بیٹی دے کر ان کی عزت افزائی فرمائی، جس سے دین اسلام میں اِن کے مقام و مرتبہ کے بڑھنے سے سماجی مساوات کا پہلو ظاہر ہوتا ہے۔

د۔ سیاسی مقاصد

حضور اکرم ﷺ کی شادیوں کے مقاصد میں سے ایک مقصد تالیف قلب اور دشمن کی مخالفت کم کر کے نورِ حق کو پھیلانے کے لئے راستہ ہموار کرنا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اس مقصد کے حصول کے لئے پیغمبر

۲۸۔ عبدالوہاب بن احمد بن علی الشَّعرانی، **الطبقات الكبرى(لواقح الأنوار في طبقات الأخيار)** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ)، ۸:۶۵-۶۶۔

اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل کی عورتوں سے نکاح کیا۔ مثلاً: بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ[۲۹]۔

(ہم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو اپنی قوم کے حق میں اس قدر با برکت ثابت ہوئی ہو کیونکہ مسلمانوں نے بنی مصطلق کے سو گھرانوں کو آزاد کر دیا تھا)۔

سیرت کے اس عمل کا ایک سیاسی پہلو اور مقصد تھا کہ جن لوگوں کے ساتھ رشتہ قائم کیا یا جن قبائل کی خواتین کو اپنے عقد میں لیا انھوں نے مخالفت ترک کر کے دین اسلام کے حامی اور اسلامی سلطنت کے محافظ بن گئے۔ اس حسن سلوک کی وجہ سے وہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے جو پہلے بدترین کافر تھے۔ ابو سفیان بھی اسلام کے زبردست مخالف تھے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو پھر ابو سفیان کی دشمنی کا زور ٹوٹ گیا اور وہ بہت جلد مسلمان ہو گئے۔ ۷ ہجری میں یہ نکاح ہوا تھا اور ۸ ہجری میں ابو سفیان مسلمان ہو گئے"۔[۳۰]

ط۔ تبلیغی مقاصد

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت نکاح کا ایک اہم مقصد دین کی تبلیغ و اشاعت بھی تھا؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے مبعوث فرمایا تھا تو اس مقصد کے لیے دین کے تمام پہلوؤں کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے جہاں مردوں کی ضرورت تھی وہاں خواتین بھی اہم کردار ادا کر سکتیں تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث کا بہت بڑا مجموعہ ازواج مطہرات کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ گھریلو اوقات میں ازواج مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث روایت کیں جو نوع انسانیت کے لئے تا دم واپسی مشعل راہ ہیں۔ تین ہزار روایات ازواج مطہرات سے مروی ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بعد اور شادی نہ کی ہوتی تو دین کا کتنا بڑا حصہ مسلمانوں تک پہنچنے سے رہ گیا ہوتا۔[۳۱] دین کی تبلیغ و اشاعت کے اس سلسلے میں ان ازواج مطہرات کا اہم کردار ہے۔

۲۹۔ ابو داؤد سلمان بن اشعث السجستانی، **السنن**، كِتَاب الْعِتْقِ، بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْكِتَابَةُ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ)، ۴:۲۲، رقم: ۳۹۳۱۔

۳۰۔ سعیدی، **تبیان القرآن**، ۱۱۴:۶۔

۳۱۔ نفس مرجع، ۱۱۵:۶۔

ع۔ عدالتی مقاصد

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جہاں نکاح کرنے اور اپنی ازدواجی زندگی قائم کرنے کی تلقین کی اس کے ساتھ ہی اپنی بیویوں کے ساتھ عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا۔ خود عملی طور پر ایسی سیرت پیش کی جس میں تمام ازواج مطہرات کے درمیان عدل کر کے بھی دکھایا۔ یہ امت کے لیے ایک درس ہے کہ جب ایک سے زیادہ نکاح ہو تو ازواج کے درمیان ہر جہت میں عدل کیا جائے حتیٰ کہ اُن کے ساتھ وقت گذارنے کے لحاظ سے بھی عدل کیا جائے۔ اگر عدل قائم نہ کرنے کا خدشہ ہو تو ایک سے زیادہ نکاح کی طرف قدم نہ اٹھایا جائے۔

مستشرقین کا اعتراض بنیادی طور پیغمبر اسلام کے کثرت نکاح پر ہے مگر اس کثرت نکاح سے حاصل ہونے والے فوائد و مقاصد سے دنیا اگاہ نہیں ہے کیوں کہ اس کے ثمرات صرف وہ ہی جان سکتا ہے جو دین اسلام میں داخل ہو کر اس کی کامل اتباع کرے۔ جس قدر اسے حکم ملا ہے اسی قدر دین کو اختیار کرے اور جس قدر اسے روک دیا گیا ہے اس حد سے آگے نہ بڑھے، یہی دین اسلام ہے جو تسلیم رضا کا درس دیتا ہے۔

خلاصہ بحث

اہل کتاب اور مستشرقین نے رسالت مآب ﷺ پر تعدد ازواج کے اعتبار سے جو اعتراضات کیے ہیں اُس لحاظ سے پہلا تو جواب یہ ہے کہ جس عمل میں اللہ کی رضا اور اس کی منشا ہو اُسے رسول اللہ ﷺ اختیار فرمائیں گے۔ کثرت اور تعدد ازواج کے معاملے میں بھی حکم الٰہی کار فرما ہے۔

دوسری جہت سے دیکھا جائے تو انبیا علیہم السلام کی زندگیاں عام انسانوں سے جدا ہوتی ہیں جو طاقت و قوت اللہ نے انھیں عطا کی ہوتی ہے وہ اپنی امت کی رہ نمائی اور بھلائی کے لیے ہوتی ہے اُسے بروئے کار لا کر وہ دین کی تبلیغ اور اللہ کی توحید کا پرچار کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں اللہ جل وعلا نے اُن کے منصب کے مطابق اُن کو طاقت عطا کی ہوتی ہے اور اس طاقت کے مطابق اُن کو احکامات بھی ملتے ہیں جن کی بجا آوری اُن کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

یہی معاملہ پیغمبر اسلام ﷺ کے کثرت ازواج میں ہے۔ اب یہ معاملہ عام انسان کی سمجھ سے بالاتر ہے، بہ طور خاص وہ لوگ جو وحی الٰہی کا نزاکتوں اور سیرت مطہرہ کی لطافتوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں تو ایسے لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی سے متعلق نہ سمجھ آنے والے گوشوں پر اعتراضات کرتے رہے ہیں جن میں سے ایک گوشہ پیغمبر اسلام ﷺ کی کثیر شادیاں ہیں۔ سیرت کے اس گوشے میں پنہاں حکمتیں اور مقاصد بھی عام انسانوں سے مخفی ہیں جن کا تعلق دین اسلام کی تبلیغ واشاعت، تشریع اور اخلاقی پہلوؤں سے ہے۔

سفارشات

پیغمبر اسلام ﷺ کی کثیر شادیوں کے متعلق اعتراضات پر کی جانے والی تحقیق کے بعد چند ایک سفارشات پیش جاسکتی ہیں، جس سے محققین اور طلبا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں:۔

۱ کتب سیرت کی تدوین کے دوران سیرت کا تنقیدی مطالعہ بھی شامل ہونا چاہیے تاکہ قارئین غیر مسلموں اور مستشرقین کے اعتراضات اور مسلم محققین کے جوابات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

۲ سیرت پر منعقد ہونے والی کانفرنسز اور سیمینارز میں سیرت کے قابل اعتراض گوشوں کو شامل کرنا چاہیے۔

۳ علما و محققین کو نقل کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر بھی ان اعتراضات کے جوابات مکمل تحقیق کے ساتھ پیش کرنے چاہییں۔

۴ سیرت مطہرہ میں پنہاں حکمتیں، اسرار و رموز اور انسانی زندگی کے لیے مفید مقاصد پیش نظر رہنے چاہییں تاکہ سیرت سے استفادہ کا پہلو زیادہ پیش نظر رہے۔

۵ اسلام کے متعلق مغربی مطالعات کا تحلیلی اور تنقیدی مطالعہ مسلم کلچر کا حصہ رہنا چاہیے۔ تاکہ معاصر تعلیمی اور تحقیقی سرگرمیوں سے واقفیت کے ساتھ ساتھ باہم آگاہی پروان چڑھ سکے۔

Bibliography

1. *Al- Qur'ān*
2. Al Azharī, Muhammad Karam Shah, *Zia-ul-Al-Qur'ān*, Lahore: Zia-ul-Al-Qur'ān Publications, 1995.
3. Al-Razī, Fakhar al-dīn Muhammad b Ziā al-Dīn, *Tafsīr ibn kābīr*, Beirut: Dār'ḥyā al-Turāth, 1415H.
4. Hafiż Badaŗ al-dīnMahmūd Bin Ahmad, *‹Umdat al-Qarī*, Cairo: Idārah al-Tībā al-Monīrā, 1348H.
5. Shams al-Dīn Muhammad Bin Abī Bakar, *Zād al-Mī'ād*, Beirut: Dār al-fikr, 1419 H.
6. Muhammad Bin Ysuf al-saleḥ, *Subul al-Hudā*, Beírút: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1414 H.
7. Ibn Asākir, Abu Al-Qāsim 'Alī Bin al-Hassān, *Tārīkh Damishq*,Beírút: Dār'lihyā al-Turāth al-'Arabī, 1421 H.
8. Al-'asqalānī, Hafiz Shāhāb Al-Dīn Ahmād bin Ali bin Hajar, *Fatḥal-Bārī*, Lāhore: Dār Nashar al-Kutub al-Islāmiā.
9. Al-Búkharī, Muhammad Bin Ismā'īl, *al Jami'al-Ṣaḥīḥ*, Beírút: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1412 H.
10. Sa'īdī, Gulām Rasūl, *Tibyān al- Qur'ān*, Lāhore: Fārid Book Stāl, 1434 H.
11. Muhammad bin Ahmad Sarkhasī, *Al-Mabsūt*,Beírút: ,Dār al-Ma'rifāh, 1398 H.
12. Al-Shā'rānī, 'Abd ul-Wahāb bin Ahmad bin 'Alī, *Al-TabaqātAl-Kubrā*, Beírút: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1418 H.
13. Al-Sajastānī, 'Abū Dāwūd Súlmān bin Ash'ath, *Al- Sunan*, Beírút: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1414 H.
14. Al-Azharī, Muhammad Karam Sháh, *Ziā al-Nabī*,Láhore: Zia al-Qur'ān Publication, 1402 H.
15. Abū Nuaim Ahmad bín'Abdullāh, *Ḥulya tul-Aoliyā*,Beírút: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1418 H.